مجوّزہ تعلیمی پالیسی اور چند مشورے

مولانا محمد اشرف خان ایم۔ اے
صدر شعبہ عربی اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی

موجودہ حکومت پاکستان کی تعلیمی پالیسی کی تجاویز کا جو خاکہ نظر سے گزرا، اس بارے میں چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ موجودہ پالیسی کی اکثر تجاویز حوصلہ افزا ہیں۔ مشنری سکولوں کو حکومت کی تحویل میں لینا قابلِ مبارکباد ہے۔

۲۔ اسلامیات کی تعلیم | بندہ کے نزدیک میٹرک کی بجائے بی۔ اے تک آرٹس کے طلبہ کے لئے اسلامیات کی تعلیم لازمی ہونی چاہیئے۔ اور دوسری کلاس میں ترقی کے لئے اسلامیات میں پاس ہونا لازمی قرار دیا جائے۔ جو اہمیت اس وقت انگریزی تعلیم کو دی جارہی ہے کم ازکم وہی اہمیت اسلامیات کی تعلیم کو دی جائے۔

۳۔ سائنس اور پیشہ ورانہ کالجوں کے طلبہ کیلئے میٹرک یا PRE-ENGINEERING اور PRE-MEDICAL کی کلاسوں تک تو اسلامیات کا کورس ایک ہی ہو، اس کے بعد بھی آخر تک پیشہ ورانہ اور دوسرے شعبوں میں ایک پرچہ اسلامیات کا ضرور رکھا جائے تاکہ اسلام (جوکہ پاکستان کی بنیاد ہے) سے طلبہ کا رابطہ قوی رہے۔

۴۔ عربی اسلامیات کے جزو کی حیثیت سے | چوتھی جماعت تک ناظرہ قرآن اور ضروری دینی و اخلاقی مسائل بچوں کے ذہن نشین کرادیئے جائیں اور پانچویں جماعت سے آٹھویں جماعت

عربی کو اسلامیات کا لازمی جزو قرار دے دیا جائے، اور اسکی تقسیم اس طرح ہو کہ مثلاً اگر سو نمبر کا اسلامیات کا پرچہ ہے تو پچاس نمبر خالص دینیات کیلئے اردو یا بنگلہ زبان میں ہوں اور پچاس نمبر عربی زباندانی (جو قرآن وحدیث پر مبنی ہو اور درجہ کے معیار کے مطابق ہو) کے لئے مقرر ہوں۔ میٹرک کی کلاسوں میں سو نمبر دینیات اور سو نمبر عربی زبان کے ہوں۔ جو ادبیات اور قرآن حدیث وسیرت وغیرہ پر مبنی ہو۔ میٹرک کے بعد اسلامیات عربی کتاب کے ذریعہ پڑھائی جائے۔

عربی میں اسلامیات پڑھانے کا فائدہ یہ ہوگا کہ ۱۔ ہم قرآن وسنت کو اپنے ماخذوں سے معلوم کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ ۲۔ اسلامی قانون وتاریخ اور اپنے دینی ورثہ سے ہمارا تعلق قائم ہو جائے گا۔ اور قدیم علماء اور جدید تعلیمیافتہ طبقہ میں جو خلیج حائل ہے وہ کم ہو جائے گی۔ ۳۔ اسلامی خصوصاً عرب ممالک اور انڈونیشیا سے ہمارا رابطہ قوی ہو جائے گا۔ ۴۔ ہمارے مختلف فنون کے ماہرین کی مانگ عرب ممالک میں ہے انہیں ملازمت کے مواقع زیادہ میسر آئیں گے اور عرب ممالک میں زندگی گذارنے میں آسانی ہو جائے گی۔ نیز ان ملکوں کو ہماری عربی زباندانی کی وجہ سے زیادہ فائدہ ہوگا۔

۵۔ اسلامیات کا نصاب قومی پیمانہ پر مرتب کیا جائے یعنی پہلی سے لے کر انتہائی جماعتوں تک مشرقی ومغربی پاکستان کے دونوں حصوں میں ایک ہی نصاب رائج کیا جائے، تاکہ پاکستانی ملت "اسلامی وحدت" کے ایک ہی نظریہ کے مطابق نشوونما پائے۔

۶۔ عربی مدارس ودارالعلوم | مختلف عربی مدارس ودارالعلوم ملک کے دونوں حصوں میں اسلامی تعلیمات کے مرکز ہیں۔ ان مدارس کو موجودہ نظام تعلیم میں کلیۃً مدغم نہ کیا جائے۔ بلکہ ان کے خاص معیار کو علماء کی نگرانی میں قائم رکھتے ہوئے ان کا مستقل وجود باقی رکھا جائے اور انہیں اسلامی تعلیم کی مہارت اور تکمیل کے مراکز قرار دے کر ان کی سندات کو تسلیم کیا جائے۔ دینی مدارس اور دارالعلوموں میں جدید دنیاوی علوم پڑھانے کے لئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں:۔

الف: ان مدارس میں داخلہ کے لئے عام سکولوں کے آٹھویں پاس طلبہ کو داخلہ دیا جائے اور ان کے کورس میں معاشرتی و عمرانی علوم۔ اقتصادیات۔ سیاسیات (POLITICAL SCIENCE) معلومات عامہ (تاریخ وجغرافیہ) اور کوئی ایک مغربی زبان قانون اور مطالعہ تقابل ادیان کو شامل کر لیا جائے۔ لیکن یہ علماء کرام کے مشورے کے بعد ہو۔

ب۔ دارالعلوم اور دینی مدارس اپنا نصاب اسی طرح مکمل کراتے رہیں۔ (یہ بات ذہن میں

رہے کہ اکثر مدارس عربیہ میں کل زمانہ تعلیم آٹھ یا نو سال ہوتا ہے) فراغت کے بعد تین سال کا ایک خاص نصاب ان کے اساتذہ کے مشورہ سے مقرر کیا جائے جس میں فارغ التحصیل حضرات کو علوم حاضرہ سے شناسا کرایا جائے اور محولہ بالا علوم کی تعلیم دی جاتے۔ جن مدارس میں دینیات کے خاص شعبوں کے تخصص کا سلسلہ قائم ہے، ان میں تخصص کے بعد یہ چیزیں شامل کی جاسکتی ہیں ......

نوٹ :- پاکستان کی بنیاد اسلام اور اسلامی نظریہ حیات پر قائم ہے اس لئے پاکستان میں ایسے مدارس کا قیام و بقا مملکت کی بقا و حفاظت کا ضامن ہے، جو پاکستانی نظریہ حیات یعنی اسلام کی صحیح تعلیمات میں مہارت رکھنے والے حضرات کو پیدا کر سکے، پچھلے ڈیڑھ سو سال کی تاریخ شاہد ہے کہ اسلامی علوم کے ماہر اور عربی کے سکالر انہیں مدارس سے پیدا ہوتے رہے اور اسلامی رہنمائی ملت نے انہیں سے حاصل کی اور عامۃ الناس کا دینی علوم کے بارے میں اعتماد بھی انہیں مدارس کے فارغ التحصیل علماء پر رہا، بہر حال دنیاوی علوم کی جو کمی محسوس کی جاتی ہے اس کا ازالہ یوں ہو سکتا ہے کہ ان مدارس کے نصاب میں نئے علوم کو شامل کر لیا جائے۔ اور ان میں سے خاص اور مقتدر دارالعلوموں کو مستقل یونیورسٹیاں قرار دے کر "دینی علوم" کے مراکز کا درجہ انہیں دیا جائے اور ان کی سندات کو معیاری قرار دے کر قبول کر لیا جائے۔ اس بارے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان مدارس کے اخراجات عموماً عام لوگ PRIVATE طور پر مہیا کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ملک کا خزانہ عامرہ بھی ان اخراجات کے بوجھ سے بچا رہتا ہے۔ اور افراد امت علم سے بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں۔

لہذا سرکاری خزانے پر مزید بوجھ ڈالنے کی بجائے ان کا نظم و نسق اور ذریعہ آمدن پبلک باڈیز اور انتظامیہ کمیٹیوں کے ہاتھ میں بحال رکھا جائے۔ خصوصی طور پر یہ بات ملحوظ رکھی جائے کہ ان مدرسوں میں دینی فضا اور دینی رجحانات دنیاوی علوم سے زیادہ ہوں۔ اور ان کا نظم و نسق بھی باعمل علماء کے ہاتھ میں ہو۔

۷۔ اردو اور بنگالی کی تعلیم اور رسم الخط :- ذریعہ تعلیم کی انگریزی سے قومی زبانوں میں تبدیلی قابل مبارکباد اور مستحسن تجویز ہے۔ اس طرح قومی یکجہتی کے لئے مغربی پاکستان میں بنگالی کی تعلیم (چھٹی سے دسویں تک) اور مشرقی پاکستان میں اردو کی تعلیم کی تجویز بھی خوش آئند ہے۔ اس سلسلے میں اگر اردو (جو فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے) اور بنگالی (جو دیوناگری رسم الخط میں لکھی جاتی ہے) کو عربی رسم الخط میں لکھا جائے تو طلبہ جو کہ قرآن کے حروف سے آشنا ہو چکے ہونگے ان کیلئے پڑھنے میں آسانی ہوگی۔ مزید برآں

یہ اقدام قومی یکجہتی میں مد ہوگا اور مرور ایام کیساتھ ایک نئی پاکستانی زبان (جس پر قرآنی اور عربی الفاظ کی چھاپ زیادہ ہوگی) پیدا ہو جائے گی۔ (اگر ضرورت سمجھی جائے تو کچھ عرصہ کے لئے اردو کی نصابی کتب کو عربی اور فارسی رسم الخط اور بنگالی کو عربی اور بنگلہ رسم الخط دونوں میں چھاپا جائے۔ اور طلبہ کو اختیار دیا جائے کہ جس رسم الخط میں وہ ان زبانوں کو پڑھنا چاہیں پڑھیں۔) ——— نوٹ :- جو حروف عربی رسم الخط میں نہیں اور ادائیگی تلفظ کیلئے ان کی ضرورت لابدی ہے وہ عربی میں نکتوں یا دیگر نشانات کے ذریعہ سے پڑھائے جاسکتے ہیں، جیسے جدید عربی میں انگریزی کے "V" کے لفظ کو ایک نئے نقطہ "ڤ" سے ادا کیا جاتا ہے۔ "ف" پر ایک نقطہ مزید بڑھا دیا ہے۔ اس بات پر ماہرین فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۸۔ انگریزی میڈیم کے پبلک سکول | ایسے سکولوں کا بالکلیہ خاتمہ ضروری ہے کہ وہ پاکستانی قومیت میں ایک "نئی قومیت" کو پیدا کرنے کا سبب ہے۔ جنکا ذہنی پس منظر پاکستانی اور اسلامی روایات سے جداگانہ ہوتا ہے۔ اور ایک طرف احساس برتری" کا شکار ہو کر قوم کے عام طبقات سے اپنے کو مافوق سمجھتے ہیں، دوسری طرف خصوصی مراعات کی وجہ سے ملک کے اہم عہدے پر فائز ہو کر قومی احساسات و ضروریات سے ناواقف ہونے کی بناء پر ملک کے عوام وحکومت کیلئے مشکلات و مسائل پیدا کرتے جاتے ہیں۔

۹۔ اسلامی تربیتی دار الاقامے | کنڈر گارڈن سے لیکر یونیورسٹی تک جہاں وسائل مہیا ہوں اور ہاسٹل موجود ہوں۔ طلبہ کے لئے اساتذہ کی نگرانی میں ایسا ماحول مہیا کیا جائے کہ انکی نگہداشت و پرداخت اسلامی اور ملی نظریات کی حامل اور اسلامی طرز و قومی ثقافت و ورثہ کے مطابق ہو۔ ان تمام چیزوں کی حوصلہ شکنی کی جائے جو پاکستان کے بنیادی نظریہ کے خلاف ہیں خصوصاً ابتدائی زمانہ تعلیم میں مضامین کا بوجھ لادنے کی بجائے قرآن کریم، اخلاقیات، زبا ندانی اور سیرت و کردار کی اہمیت پر زور دیا جائے۔

۱۰۔ قومی تعلیم کور" کے بارے میں" عورتوں" کی شمولیت ہمارے خاص ماحول کی بناء پر محل نظر ہے۔ "عورتیں اپنے خاص ماحول میں" عورتوں" ہی میں یہ خدمت انجام دے سکتی ہیں۔ عمومی "تعلیمی کور" میں انکی شمولیت مختلف مسائل کا سبب بن جائیگی۔ قومی تعلیمی کور" کی بنیاد پر" قومی تبلیغی کور" کا قیام بھی مستحسن ہوگا، کہ اسلامی نظریات و اخلاق (جو پاکستان کی بنیاد ہے) کا پرچار ملک کے کونے کونے میں کیا جائے۔ چونکہ پاکستان دشمن ممالک سے گھرا ہوا ہے اور لڑائی کا ہر وقت خطرہ موجود ہے اس لئے یہ بہت مناسب ہوگا کہ ہر پاکستانی کو سکول اور کالج کے زمانہ تعلیم میں فوجی تعلیم و تربیت دی جائے تاکہ اچانک لڑائی کے موقع پر وہ ملک و قوم وملت کے دفاع میں حصہ لے سکے۔ یا تو کسی طرح فوجی تعلیم ہر شخص کیلئے لازمی قرار دی جائے اس سے دفاعی مقاصد کے علاوہ قوم میں نظم، طاعت امر اور اتحاد بھی پیدا ہوگا۔

امید ہے ان گذارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائیگا اور اب جبکہ تعلیم کو نئی بنیادوں پر استوار کیا جارہا ہے ان تمام چیزوں سے بچنے کی کوشش کی جائیگی، جو قومی یکجہتی اور اسلامی نظریات کیلئے کل درد سر بن جائیں کہ بقول اکبر الہ آبادی مرحوم شیخ مرحوم کا یہ قول مجھے یاد آیا　　دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے